باب
7

پاکستان کے ماہر خطّاط
(Master Calligraphists of Pakistan)

کیلی گرافی کا لفظ دو یونانی الفاظ سے اخذ کیا گیا ہے۔ کیلی کا مطلب خوب صورت اور گرافی سے مراد تحریر یعنی لکھائی ہے۔ نزولِ قرآن کے بعد قرآنی آیات کا ریکارڈ رکھنے کے لیے اسلامی فنِ خطّاطی کو ترویج و ترقی ملی۔ اسلامی خطاطی میں استعمال ہونے والی سیدھی، خم دار اور روانی سے لگائی گئی لکیریں، نقطے اور اعراب اس فن کو مسحور کُن بناتے ہیں۔ مصوری کی یہ قسم فن کار کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ پوری آزادی سے اشکال اور لکیروں کو استعمال کر سکے۔ جنوبی ایشیا کے خطے میں اس فن کی ترقی و ترویج مغلیہ دور کی خطّاطی اور خوب صورت حاشیوں والے مُرقّع جات سے لے کر موجودہ دَور کی جدید خطّاطی کے فن پاروں تک دیکھی جا سکتی ہے۔ دورِ جدید کی خطّاطی میں قرآنی آیات کے علاوہ، شعر و شاعری اور مختلف حروف کی مشقیں بھی اہم موضوعات ہیں۔

پاکستان کی تاریخ میں کئی معروف خطّاط گزرے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

7.1 صادقین (1930ء۔1982ء)

صادقین ایک مایہ ناز مصوّر تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے پہلی بار پاکستانی مصوّری کے منظر نامے میں فنِ خطّاطی کو فنِ مصوّری کے طور پر متعارف کروایا۔ اس کیٹیگری میں دوسرا نام شاکر علی کا ہے۔ صادقین خطّاطوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی خطاطی بھی انھیں خصوصیات کی حامل ہے جو ان کی فنِ مصوّری میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ عربی اور اُردو زبان کے حروف

شکل 7.1: صادقین، قرانی آیات کی خطاطی

PCTB textbooks

ان کی خطاطی میں نوکیلے بلیڈز (Blades) اور کانٹوں کی صورت میں ڈھالے گئے ہیں۔ خطاطی کے پس منظر میں اشعار اور آیات کی مناسبت سے منظر کشی کی گئی ہے۔

خطوط کو سیاہ یا سفید رنگ میں لکھا گیا ہے جب کہ اس کے پس منظر کو ان کے برعکس رنگوں کا استعمال کر کے ایک کنٹراسٹ (Contrast) تخلیق کیا گیا ہے تاکہ خطاطی نمایاں طور پر نظر آسکے۔

انھوں نے سورۃ الرحمٰن، سورۃ یٰس اور اللہ کے ننانوے ناموں کو تحریر کیا۔ انھوں نے سورۃ الرحمٰن کو تین مرتبہ مختلف سطحوں پر خوب صورتی سے لکھا ان تین سطحوں میں کینوس یعنی کپڑا، سیلوفین (Cellophane) یعنی شفاف نوعیت کی پلاسٹک کی بنی ہوئی باریک شیٹ اور سنگِ مرمر کی سِلیں شامل ہیں۔ ہر سطح پر سورۃ الرحمٰن کو مختلف ڈیزائن کے ساتھ پیش کیا گیا۔

شکل 7.2: صادقین، سورۃ الرحمٰن کی آیت کی خطاطی

سورۃ یٰس کو انھوں نے دوسو ساٹھ (260) فٹ لمبے لکڑی کے ٹکڑوں پر تحریر کیا جو اب لاہور میوزیم میں آویزاں ہے جب کہ ان کے لکھے گئے اللہ کے ننانوے نام دہلی میں انڈیا کے اسلامیات کے ادارے (Indian Institute of Islamic Studies) کی دو ہزار آٹھ سو اسی (2880) مربع فٹ کی گول دیوار پر سجائے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ انھوں نے مرزا غالب، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور فیض احمد فیض کی شاعری کو بھی خاکوں اور مصوّری کی صورت میں پیش کیا جب کہ ان کے اشعار کی سطریں ان تصویری خاکوں کے ساتھ پینلز (Panels) پر تحریر کی گئیں۔

مصور اور خطاط ہونے کے ساتھ ساتھ وہ شاعری کا شغف بھی رکھتے تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ مصوّری کا سفر شاعری کی طرف ہے اور شاعری فنِ خطّاطی کی طرف بڑھتی ہے جب کہ فنِ خطّاطی فنِ مصوّری کی جانب رواں دواں ہے۔

شکل 7.3: صادقین کی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر مبنی پینٹنگ اور خطّاطی

اُنھوں نے رباعیات تحریر کیں اور اُنھیں تصویری شکل میں بھی ڈھالا اور اِن دونوں کو ساتھ ساتھ آویزاں کیا گیا ہے۔

شکل 7.4: صادقین کی اپنی شاعری پر مبنی ایک خاکہ

7.2 شاکر علی (1916ء-1975ء)

شاکر علی نے بھی صادقین کی طرح فنِ مصوّری کی طرز پر فنِ خطّاطی کو متعارف کروایا۔ایک تجریدی مصوّر ہونے کے ناطے انھوں نے عربی رسم الخط کو آرکس لُوپس (Arcs and Loops) (یعنی کمان کی طرح خم دار لکیریں اور کنڈلی نُما مُڑی ہوئی شکلیں)، بیضوی شکلوں، دائروں اور عمودی یا اُفقی لکیروں کی صورت تصوّر کیا۔

Web version of PCTB textbooks

شکل 7.5: شاکر علی، آیت الکرسی کی خطّاطی اور پینٹنگ

تین عدد بڑے سائز کی خطاطی میورل (Murals) بنانے کے لیے انھوں نے خوب صورت خطِ نستعلیق کا انتخاب کیا۔ یہ میورلز مختلف عمارات جیسے پنجاب پبلک لائبریری لاہور، نیشنل بنک لاہور اور پاکستان انسٹیٹیوٹ آف نیوکلیئر ٹیکنالوجی نزد اسلام آباد میں آویزاں ہیں۔ انھوں نے الفاظ کی عمودی لکیروں کو کچھ زیادہ بڑھا بڑھا کر بنایا۔ بار بار آنے والے نیم دائروں میں ترمیم کی اور عام طور پر اپنے خود ساختہ ڈیزائن کی ضرورت کے مطابق طرزِ تحریر کو تشکیل دیا۔

انھوں نے لفظوں کے ارد گرد کی سطح کو مختلف رنگوں اور ٹیکسچر سے آراستہ کیا۔ ان کی خطّاطی میں لکیروں کی ترکیب و ترتیب میں پھولوں کے ڈیزائن کا استعمال کافی شاندار ہے۔ شاکر علی کی جدید طرز کی مُصوّری نُما خطّاطی انور جمال شمزہ سمیت بہت سے دوسرے فنکاروں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئی۔

شکل 7.6: شاکر علی، قرآنی آیات کی خطّاطی اور پینٹنگ

شکل 7.7: شاکر علی، قرآنی آیات کی خطّاطی اور پینٹنگ

7.3 خورشید عالم گوہرِ قلم (1956ء-2020ء)

خورشید عالم نے ابتدائی تعلیم استاد اسماعیل دہلوی سے سرگودھا شہر میں حاصل کی۔ تاہم انھوں نے فنِ خطّاطی کی تعلیم حافظ یوسف سعدیدی سے حاصل کی جو اُس وقت پاکستان کے اُستاد خطّاط مانے جاتے تھے۔

ایک اور استاد خطّاط مرحوم نفیس قلم اور پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر غلام نظام الدّین نے انھیں گوہرِ قلم کے خطاب سے نوازا۔

ایک قرآنی نسخہ ان کے اہم کاموں میں شمار کیا جاتا ہے جو اس وقت ہماری شاہ فیصل مسجد اسلام آباد میں رکھا گیا ہے۔ اس قرآنی نسخے کو بنانے کے لیے انھوں نے چار سو چھ (406) مختلف انداز میں خطّاطی کے جوہر دکھائے۔

شکل 7.8: گوہرِ قلم، سورۃ الفاتحہ، خطّاطی اور پینٹنگ

ان کو لاہوری نستعلیق کے خط میں ماہر مانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ جنوبی ایشیا میں لکھے جانے والے چھ مزید خطوط میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کا نیا کام یا تو لکڑی کی چھال پر (جسے بھوج پتر کہا جاتا ہے) یا پھر وصلی پر (یعنی مغلیہ طرز کا ہاتھ سے بنا ہوا موٹا کاغذ جسے بہت سے کاغذ جوڑ کر بنایا جاتا ہے) بنایا گیا ہے۔

وہ خطّاطی کے جس انداز کو استعمال کرتے رہے ہندوستانی ثلث کہلاتا ہے جو دورِ عثمانی میں لکھے گئے ثلث سے قدرے سادہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ غباری نسخ اور ایک نایاب خط جسے مُقفّر کہا جاتا ہے، میں بھی ماہر تھے۔

شکل 7.9: گوہرِ قلم، آیت الکرسی، خطّاطی اور پینٹنگ

انھوں نے نیشنل کالج آف آرٹس میں کئی سال تک فنِ خطّاطی کے پروفیسر کے طور پر فرائض سرانجام دیے۔ گوہرِ قلم جن خطوط میں ماہر تھے ان میں لاہوری نستعلیق، ثلث، کوفک، محقّق، نسخ، تغراء، دیوانی، روقع، سمبالی، تجوید، مشاح، جلیل، ثلثِ کبیر، نرجس، اجازہ، ثلثین اور انگلش گوتھک شامل ہیں۔ وہ کیوبسٹ (Cubist) طرز کی فنِ خطّاطی کے ماہر بھی مانے جاتے تھے۔

شکل 7.10: گوہرِ قلم، آیۃ الکرسی خطاطی پینٹنگ

7.4 گُل جی (1926ء۔2007ء)

گُل جی کا شمار سب سے باصلاحیّت اور قابل مصوّروں میں ہوتا ہے۔ وہ پیشے سے سول انجینئر تھے۔ اُنھوں نے فنِ مصوّری کی تعلیم بھی حاصل کی اور وہ بہترین پورٹریٹ، تجریدی مصوّری، موزیک خطّاطی اور فنِ خطّاطی کے مجسّمے بنانے کے لیے مشہور تھے۔ وہ کبھی بھی فنِ خطّاطی کے مصور نہیں بننا چاہتے تھے لیکن ان کا یہ سفر 1970ء میں ٹوکیو کے مقام پر منعقد ہونے والے پاکستان ایکسپو 70 سے شروع ہوا جہاں پر انھوں نے ایک دائرہ نما کاپر کی شیلڈ کو پاکستانی برآمداتی اشیا کی علامات اور خوب صورت خطاطی میں لکھی گئی تحریروں سے ڈیزائن کیا۔

1973ء میں انھوں نے باقاعدہ فنِ خطّاطی کا آغاز کیا۔ 1974ء میں لاہور میں منعقد ہونے والے اسلامی سربراہی کانفرنس کے لیے بنائی گئی خطّاطی ان کی سب سے مشہور خطّاطی مانی جاتی ہے۔ اس خطّاطی کو انھوں نے رنگین نقطوں اور دھبّوں سے بھرپور بنایا۔ یہاں تک کہ سِلور اور سُنہری رنگوں کا بھی استعمال کیا۔ انھوں نے اس نقطوں اور دھبّوں سے بھرپور سطح کے اوپر بڑی خوب صورتی سے اس قرآنی آیت کو لکھا ہے جس میں اُمّتِ مسلمہ کو اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھنے اور تفرقے میں نہ پڑنے کی تلقین کی گئی ہے۔

شکل 7.11: گُل جی، خطّاطی نُما ایکشن پینٹنگ

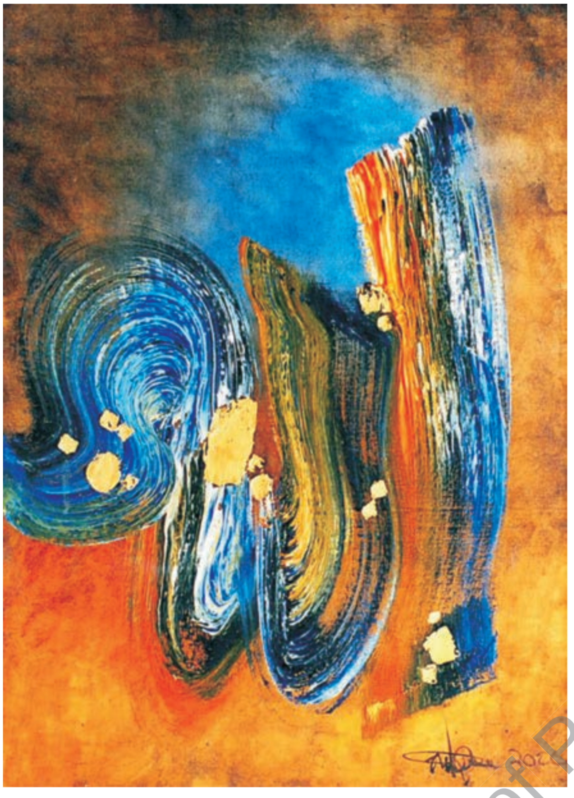

اس آیت کو ایک قوس کی صورت نچلی دائیں جانب سے شروع کر کے اُوپر کی طرف دائیں کونے تک لکھا گیا ہے۔ اس آیت کو غالباً خطِ نسخ میں تحریر کیا گیا ہے۔

ایک اور بڑی میورل خطّاطی انھوں نے کِنگ فیصل ہسپتال الریاض کے لیے بنائی جس میں صحّت اور شفا کے متعلق قرآنی آیات کو سلور اور سُنہری رنگوں میں ترتیب دیا ہے۔

وہ فنِ مصوّری کی ایک جدید طرز جسے ایکشن پینٹنگ (Action Painting) کہا جاتا ہے، سے بھی بہت متاثر تھے جس کا اثر ان کی خطّاطی میں بھی نظر آتا ہے۔ اس طرزِ مصوّری میں خطّاطی کرتے ہوئے انھوں نے رنگوں سے بھرے ہوئے برش کے ساتھ بے باک انداز میں برجستہ اور روانی سے لگائے گئے اسٹروک کا استعمال کیا۔ اسی انداز نے انھیں فنِ خطّاطی کی دنیا میں مشہور و معروف کر دیا۔ انھوں نے مختلف رنگوں سے بھرے ہوئے برش کے ساتھ پوری آزادی اور قوّت استعمال کرتے ہوئے خم دار شکلیں تشکیل دیں۔ انھوں نے اسٹروک کو سیدھی لکیر کی صورت میں نہیں لگایا بلکہ وہ پورے کینوس کی سطح پر ایک قوس کی صورت تخلیق کر دیتے تھے۔

شکل 7.12: گُل جی، خطّاطی پر مبنی لکڑی کا مجسمہ

Web version of PCTB textbooks